بے عقل بے سمجھ ہی رہ جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کے ایمان کے لئے صرف اتنا ہی کافی سمجھا جائے گا جس قدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کالی لونڈی سے کافی سمجھا تھا۔ اس سے آپ نے پوچھا: این اللہ، اللہ کہاں ہے تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اس قسم کے لوگوں سے صرف اس قدر مقصود ہے کہ وہ مسلمانوں سے مشابہ سمجھے جائیں تاکہ مسلمانوں کا کلمہ متفرق و مختلف نہ ہو جائے۔

اور وہ لوگ جو سر تا پا رذائل خسیس امور میں مبتلا اور محو ہو کر رہ گئے اور حق تبارک و تعالیٰ کے حضور میں غلط راہ اختیار کی ایسے لوگ اہل جاہلیت ہوں گے۔ اور ایسے لوگوں کو مختلف قسم کا عذاب دیا جائے گا۔

یہ خبر بڑے افسوس اور اندوہ سے سنی جائے گی کہ شاہ ولی اللہ اکیڈیمی کے ایک سرگرم کارکن اور اکیڈیمی ڈائرکٹروں کے ایک ڈائرکٹر پروفیسر غلام حسین جلبانی اسی ماہ اچانک دل کا دورہ پڑنے سے اللہ کے پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جلبانی مرحوم نے پاکستان بننے سے بہت پہلے ایم اے عربی کا امتحان بمبئی یونیورسٹی سے پاس کیا تھا۔ آپ کے استاد عربی ادب کے عظیم ماہر شمس العلماء عمر بن محمد داؤد پوتہ تھے جو اس زمانہ میں بمبئی کے آندھری کالج کے پروفیسر تھے مرحوم جلبانی سندھ سے جاکر اس کالج میں ڈاکٹر داؤد پوتہ سے پڑھتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کو اپنے اس ہونہار شاگرد سے بڑی محبت تھی اور بڑے انہماک سے جلبانی صاحب کو پڑھاتے رہے۔

پھر جب کراچی میں ایس۔ ایم کالج کی بنیاد پڑی تو جلبانی صاحب اس میں عربی کے استاد مقرر ہوئے اسی اثناء میں حج کو گئے اور وہاں حرم مکہ میں امام عبید اللہ سندھی سے ان کی ملاقات ہوئی، علامہ سندھی نے ان کو شاہ ولی اللہ صاحب کے فلسفہ کے مطالعہ کی رغبت دلائی اور مرحوم جلبانی حج سے واپس آکر اس فلسفہ کے مطالعہ میں مشغول ہو گئے۔

پھر ایسا اتفاق ہوا کہ میں ۱۹۵۰ء میں کراچی کے مشہور قدیمی درسگاہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی میں شیخ الحدیث تھا اور جلبانی صاحب ہر اتوار کو میرے پاس آکر شاہ صاحب کے فلسفہ کے متون اربعہ کا درس لینا شروع کیا، انہوں نے مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد صادق سے بھی میرے متعلق اجازت لے رکھی تھی کہ ہر اتوار کو میں ان کو پڑھاتا رہوں جلبانی صاحب کے ایک خاص شاگرد شیخ واحد بخش صاحب (جو آگے چل کر وہ ناظم تعلیمات سندھ بنے) وہ بھی کبھی کبھار اپنے استاد کے ساتھ آتے تھے اور درس میں شریک ہوتے تھے۔

چند مہینوں میں یہ درس ختم ہوا ۔ اور جلبانی صاحب اس کے بعد تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے سب سے پہلے انہوں نے سندھی میں " شاہ ولی اللہ جی تعلیم" کتاب لکھی چونکہ یہ ان کی تالیف کا ابتدائی دور تھا اس لئے مضمون اور ادب کے لحاظ سے کتاب کے اصلاح کی ضرورت ہوئی اور وہ اصلاح بھی میں نے کی ۔

جلبانی صاحب کراچی چھوڑ کر حیدرآباد پہنچے اور یہاں جامعہ سندھ میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے ۔ ۱۹۶۳ء میں حیدرآباد میں شاہ ولی اللہ اکیڈمی کا بنیاد پڑا تھا اور میں بھی کراچی چھوڑ کر اس اکیڈمی کا پروفیسر مقرر ہوا ۔ اور جلبانی صاحب اکیڈمی کے بورڈ کے میری طرح ایک ڈائریکٹر مقرر ہوئے ۔ اسی اثنا میں ان کی سندھی کتاب شاہ ولی اللہ جی تعلیم کا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب سابق صدر شعبہ اردو کے توسط سے اردو میں ترجمہ ہوا ۔ جو اکیڈمی شاہ ولی اللہ نے اس کی طباعت کی اسی طرح جلبانی مرحوم نے تاویل الاحادیث عربی کا سندھی میں ترجمہ کیا اور ایک کتاب شاہ ولی اللہ صاحب کی سوانح پر ان کی تالیفات کے حوالے سے سندھی میں لکھی ۔ یہ دونوں کتابیں بھی اکیڈمی کی طرف سے شائع ہوئیں، اس کے بعد جلبانی صاحب نے فلسفہ ولی اللٰہی کی انگریزی زبان میں خدمت کی بدور بازغہ ، انفاس العارفین اور کئی دوسری کتابوں کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جن میں سے اکثر کتابیں چھپ گئی ہیں ۔ مرحوم نے عمر کے آخری حصہ میں سندھی زبان میں سیرت سید الانبیاء پر ایک مستند کتاب لکھی جو چھپی نہیں ہے اور عربی سندھی اور سندھی عربی میں لغت تیار کی جو ادارہ سندھالوجی کی طرف سے اس کی جلد اول چھپ گئی ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔